تنویر الابصار
بنور نبی المختار علیہ الصلوٰۃ والسلام
امام المناظرین شرف العلماء علامہ ابوالحسنات
محمد اشرف سیالوی زید مجدھم
اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

بسم الله الرحمن الرحیم

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (المائدہ:۱۵)

تنویر الابصار بنور النبی المختار

علیہ صلوات الابرار

مصنف

اشرف العلماء شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی

اس کتاب میں فاضل مصنف نے مسئلہ نورانیتِ مصطفیٰ علیہ وسلم کو دلائل قاہرہ سے ثابت فرمایا ہے۔ قرآن وسنت اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔ منکرین نورانیتِ مصطفیٰ علیہ وسلم کے ایک نمائندہ عالم سے مباحثہ کی روئیداد بھی شامل کتاب ہے

ناشر

مکتبہ اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ (جہلم)

0321-7641096,0544-630177

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	تنویر الابصار بنور النبی المختار
مصنف	اشرف العلماء علامہ محمد اشرف سیالوی
تزئین واہتمام	محمد ناصر الہاشمی
اشاعت بار اول	جنوری 2003ء
اشاعت بار دوم	ستمبر 2005ء
اشاعت بار سوم	مارچ 2008ء
اشاعت بار چہارم	مارچ 2011ء
تعداد	1100
قیمت	

ملنے کے پتے

-مکتبہ اہل السنہ پبلی کیشنز گلی شاندار بیکرز منگلا روڈ دینہ (جہلم)-

E.mail:ahlusunnapublication@gmail.com

0321-7641096,0544-630177

-جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام کالج روڈ سرگودھا 048-37246095-

-بزم شیخ الاسلام جامعہ رضویہ احسن القرآن دینہ (جہلم)-

0322-5850951,0544-633881

تعارف مصنف زید مجدہ العالی

پیدائش:

۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء کو ضلع جھنگ کے ایک دیہات غوثیوالہ میں، والد گرامی جناب فتح محمد صاحب مرید حضور شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین علیہ الرحمہ

تعلیم وبیعت:

جامعہ محمدی شریف، پپلاں، چھ ماہ مرولہ شریف، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء میں استاذ العلماء ملک المدرسین حضرت علامہ الحاج عطا محمد بندیالوی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساڑھے تین سال تک گولڑہ شریف، سیال شریف اور بندیال شریف میں کسب فیض کیا۔ ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دورۂ قرآن پاک میں شریک ہوے۔ اسی سال ماہ شوال میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ کی خدمت میں جامعہ رضویہ حاضر ہو کر درس حدیث لیا اور سند فراغت حاصل کی۔ سیال شریف قیام کے دوران شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ سے ھدایۃ النحو اور دیگر کتب کا درس لیا اور آپ کی روحانی توجہات سے مستفیض ہوے۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

تدریس اور تلامذہ:

شوال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء میں تدریس کا آغاز۔ دو سال دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں، دو سال جامعہ نعیمیہ لاہور، پانچ سال سلانوالی، ایک سال رکن الاسلام حیدر آباد میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۰ء تک مسلسل دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں درس دیا۔ ۲۰۰۰ء سے تا حال جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا میں محو تدریس ہیں۔

کے ہمراہ زمین پر اترے اور آپ کی قبر مبارک والے مقام سے سفید اور نورانی
مٹی کی مٹھی اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں لے گئے جس کو جنت کے صاف ستھرے
پاکیزہ پانیوں اور تسنیم کے ساتھ گوندھا گیا حتیٰ کہ وہ چمکتے موتی کی طرح
ہوگئی اور اس کے لیے عظیم شعاع تھی پھر ملائکہ اس کو لے کر عرش و کرسی آسمانوں
اور زمین کی سیر کراتے رہے حتیٰ کہ ملائکہ نے اس وقت سے آپ کو جان لیا
جب کہ آدم علیہ السلام کی ان کو معرفت اور جان پہچان نہ تھی یعنے آپ کے
جسم اطہر اور عنصر جسدانی اور روح اقدس کو پہچان لیا۔)

اور الوفا میں اس قدر زائد ہے:

"ثم کان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یری فی
جبہۃ آدم (یعنے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت آدمؑ کی پیشانی میں سے
جھلکتا تھا۔ ص۳۴)

یہ تو تھی علامہ موصوف کی تقریر حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم قالوا متی وجبت
لک النبوۃ یا رسول اللہ قال وآدم بین الروح والجسد کے تحت اس
طرح لما خلق اللہ آدم اھبطنی فی صلبہ کے تحت فرمایا یعنی ان اللہ خلق
نورہ صلی اللہ علیہ وسلم وعنصرہ الذی عجن بالتسنیم وھو
الطف شئی فاودعہ فی صلب آدم علیہ السلام یعنے آدم علیہ السلام کی
پشت میں ودیعت کر کے زمین پر آتارنے کی صورت یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے
نور انور کو پیدا فرمایا اور اس عنصر جسدانی کو جو مار تسنیم کے ساتھ گوندھا گیا اور انتہائی لطیف
جوہر بن گیا تو اس کو آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا۔

علامہ احمد قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

"ھذا لا یقال من قبل الرأی فھو اما عن الکتب

القدیمۃ لانہ حبرھا او عن المصطفیٰ بواسطۃ فھو
مرسل"

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت کعب احبار کی یہ روایت ذاتی رائے اور عقل و قیاس
سے متعلق نہیں لہٰذا یہ کتب قدیمہ سے مروی ہے کیونکہ کعب احبار ان میں مہارت تامہ
رکھتے تھے۔ اور یا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بالواسطہ مروی ہے لہٰذا مرسل روایت
ہے۔ رہا یہ سوال کہ قدیمہ کتب میں تحریف ہو چکی تھی لہٰذا ان سے منقول قول کا کیا اعتبار
ہوسکتا ہے، تو اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ان التضعیف انما ھو من
جھۃ السند لانہ المرقات کما ھو معلوم عند من لہ ادنی
المام بالفن ولیس کل ما ینقل من الکتب القدیمۃ مردوداً
بمثل ھذا الاحتمال۔ (مواہب جلد اول ص۴۲)

تضعیف روایت کا دار و مدار سند پر ہوا کرتا ہے، کیونکہ روایت کے ضعف
یا صحت کے لیے وہی معیار اور محک ہے جیسا کہ فن حدیث کی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے
والے بھی اس سے پوری طرح باخبر ہیں اور کتب قدیمہ سے منقول ہر قول کو ایسے احتمالات
کی وجہ سے رد کرنے کی کوئی وجہ وجیہہ نہیں ہے۔ اقول تحریف ان لوگوں نے کی
جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے اور اس حسد میں مبتلا کہ نبوت
بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں کیوں آگئی اور جو اہل کتاب حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے
ان کے لیے اظہار حقیقت میں کونسی رکاوٹ ہوسکتی تھی بلکہ یہ تو ان کا تقاضائے ایمان تھا
کہ حقیقت حال کا اظہار کریں لہٰذا حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی اس
روایت میں تردد و انکار کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔

اسی طرح علامہ قسطلانی نے امام سبکی کے حوالہ سے اس حدیث پاک "قالوا متی
وجبت لک النبوۃ یا رسول اللہ قال وآدم بین الروح والجسد"

کی تشریح کرتے ہوئے اور اس سوال کا کہ نبوت تو ولادت اقدس کے چالیس سال بعد آپ کو عطا ہوئی تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل اس کے ثبوت و تحقق کا کیا معنیٰ؟ جب کہ نبوت صفت ہے اور صفت موصوف کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی تو جب ذات رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی نہیں تھی وہ حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے آپ کی ولادت کے بعد متحقق ہوئی تو ہزاروں سال پہلے صفت کے موجود ہونے کا کیا معنیٰ'،

جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"انه قد جاء ان الله خلق الارواح قبل الاجساد فقد تكون الاشارة بقوله كنت نبيا الى روحه الشريفة او الى حقيقة من الحقائق والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتها وانما يعلمها خالقها ومن امده الله بنور الٰهى ثم ان تلك الحقائق يوتى الله كل حقيقة منها مايشاء فى الوقت الذى يشاء فحقيقة النبى صلى الله عليه وسلم قد تكون من حين خلق آدم آتاها الله ذالك الوصف بان يكون خلقها متهيئة لذالك و افاضه عليها من ذالك الوقت فصار نبيا وكتب اسمه على العرش واخبر عنه بالرسالة ليعلم ملائكته وغيرهم كرامته عنده فحقيقته موجودة من ذالك الوقت وان تاخر جسده الشريف المتصف بها واتصاف حقيقته بالاوصاف الشريفة المفاضة عليها من الحضرة الالٰهية حاصل من ذالك الوقت وانما يتاخر البعث والتبليغ وكل ماله من جهة

الله ومن جهة تاهل ذاته الشريفة وحقيقته معجل لا تاخر فيه وكذالك استنباءه وايتاءه الكتاب والحكم والنبوة" (جلد اول ص۳۷-۳۸. مواہب مع الزرقانی وکذا فی الخصائص الکبریٰ للامام السیوطی ص۴، ۵)

ترجمہ: (احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا فرمایا لہٰذا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادِ گرامی: کنت نبیا، میں آپ کے روح اقدس کی طرف اشارہ ہوگا یا حقیقت کی طرف اور حقائق کے ادراک و معرفت سے ہمارے عقول عاجز و قاصر ہیں اور ان کو صرف ان کا خالق ہی جانتا ہے اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے فیضان عطا کیا ہے پھر ان حقائق میں سے ہر حقیقت کو اللہ تعالےٰ جو کمال چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے عطا فرماتا ہے لہٰذا حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی کمال نبوت عطا فرما دیا، اسے نبوت کی اہلیت و صلاحیت عطا کر کے پیدا کیا اور اسی وقت اس وصف کمال کا افاضہ بھی فرما دیا لہٰذا آپ نبی بن گئے اور آپ کا نام اقدس عرش مجید پر لکھوا دیا اور آپ کی رسالت کی خبر دے دی تاکہ ملائکہ اور دیگر مخلوق کو آپ کی عند اللہ عزت و کرامت معلوم ہو جائے، تو آپ کی حقیقت اس وقت سے موجود ہے اگرچہ جسم اقدس متصف بالرسالۃ بعد میں موجود کیا گیا، لیکن آپ کی حقیقت کا ان اوصاف کمال اور صفات شریفہ کے ساتھ اتصاف جو حضرت الٰہیہ سے آپ پر فیضان کی گئیں اس وقت سے حاصل ہے اور بعثت اور تبلیغ میں تاخیر پائی گئی ہے مگر جو کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیضان کیا گیا اور جس کمال

کی آپ کی ذات شریفہ اور حقیقت طیبہ میں صلاحیت تھی وہ فوری طور پر موجود
کر دیا گیا تھا اس میں تاخیر و التوا نہیں تھا اور من جملہ ان کمالات سے
آپ کو نبوت کا عطا کرنا اور کتاب و حکمت اور حکم کا عطا کرنا ہے۔) (و
کذا نقلہ عن السبکی و الخصائص والقسطلانی فی حجۃ
اللہ علی العلمین ص ۴۲، ۴۳)

الغرض ان اکابر کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
تقدم آدم علیہ السلام پر ہو سکتا ہے کہ باعتبار روح اقدس کے ہو اور ہو سکتا ہے کہ آپ
کی حقیقت طیبہ کے لحاظ سے ہو اگرچہ ہم اس کے ادراک سے قاصر ہیں لہٰذا یہ دعویٰ کہ
صرف روح کے لحاظ سے تقدم ہی مراد ہے محتمل کو تیقن ٹھہرانے کے مترادف ہے اور
رجم بالغیب والی صورت ہے نیز رحمانی صاحب کا یہ قول بھی لغو اور باطل ہو گیا کہ نور
سے مراد آپ کی نبوت ہے کیونکہ نبوت صفت ہے تو نور بھی صفت ہو گیا اور صفت
کا قیام موصوف کے بغیر محال لہٰذا اس نور کا قیام بھی بغیر موصوف و محل کے ناممکن ہوگا،
اور بشریت تو ابھی تیار ہی نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس کا محل بشریت تو ہو نہیں سکتا تو
لامحالہ اس سے مختلف جوہر اور مادہ تسلیم کرنا پڑے گا جس کے ساتھ نور قائم ہو تو پھر آپ
کے جوہر اور مادہ کا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل موجود ہونا ثابت ہو گیا اور
اولاد آدم میں سے اس ولد عظیم کا من وجہ تقدم آدم علیہ السلام پر بھی ثابت ہو جائے گا۔

الغرض یہاں پر بطور احتمال "کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد" میں
حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ ہونا اور اس کا صفت نبوت سے
موصوف ہونا ذکر کیا ہے۔ لیکن خود علامہ قسطلانی نے ہی بغیر کسی احتمال اور تردد کے حقیقت محمدیہ
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اصل حقائق، جنس اور اجناس، کائنات کا اب اکبر ہونا اور اول التصنیفات
ہونا صراحۃً ذکر کیا ہے۔

انہ لما تعلقت ارادۃ الحق بایجاد خلقہ وتقدیر
رزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیہ من الانوار الصمدیہ
فی الحضرۃ الاحدیہ ثم سلخ منہا العوالم کلہا علوہا
وسفلہا علی صورۃ حکمتہ کما سبق فی سابق ارادتہ و
علمہ ثم اعلمہ بنبوتہ و بشرہ برسالتہ ھذا و
ادم لم یکن الا کما قال بین الروح والجسد ثم
انبجست منہ صلی اللہ علیہ وسلم عیون الارواح فظہر
(حقیقت) بالملاء الاعلیٰ وھو بالنظر الاجلی وکان لھم
المورد الاحلی فھو صلی اللہ علیہ وسلم الجنس العالی
علی جمیع الاجناس والاب الاکبر بجمیع الموجودات
والناس (من حیث ان الجمیع خلقوا من نورہ علی
ما یاتی فی حدیث عبد الرزاق۔)" (مواھب مع زرقانی
جلد اول ص ۲۷)

(جب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا ایجاد خلق اور ان کے تقدیر رزق سے
تعلق ہوا تو اس نے حقیقت محمدیہ کو انوار صمدیہ سے حضرت الٰہیہ میں ظاہر و
بارز فرمایا اور موجود و متحقق کیا پھر اس سے ہی تمام عوالم علوی اور سفلی اپنی حکمت
کے تقاضا کے مطابق انتزاع فرمائے جیسے کہ اس کے ارادہ اور علم ازلی
میں تھا، پھر آپ کو اس وقت اپنی نبوت کی اطلاع دی اور رسالت کی
بشارت جب کہ حضرت ابو البشر کا روح تھا نہ جسم اور نہ ہی ان میں
باہمی ربط و تعلق پھر آپ سے ارواح کاملہ صافیہ کا ظہور ہوا لہٰذا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا ظہور اس وقت سے ملاء اعلیٰ میں ہو چکا تھا

اور آپ درجۂ کمال اور مرتبۂ تکمیل تک پہنچ کر ملاء اعلیٰ کے لیے مورد اعلیٰ یعنی
فیض کا چشمۂ شیریں بن چکے تھے لہٰذا سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم تمام اجناسِ عالم
کے لیے مثل جنس عالی کے ہیں اور سب موجودات کے لیے بالعموم اور
انسانوں کے لیے بالخصوص اب اکبر ہیں (کیونکہ وہ سبھی آپ کے نور سے مخلوق
ہیں جیسا کہ حدیث عبد الرزاق میں اس کی تصریح آرہی ہے۔)

دیوبندی مولویوں کو تو یہ سمجھ آنا مشکل ہورہا تھا کہ بیٹا باپ سے پہلے بھی ہوسکتا ہے
مگر اس عبارت کو دیکھ کر پتہ نہیں ان کے ہوش و حواس کہاں گم ہوں گے جس میں آپ کو
اجناسِ عالم کی جنس عالی اور سب موجودات اور نوع انسانی کا اب اکبر کہا جارہا ہے
یعنی وہ حضرت آدم کے لیے باپ کی مثل ہیں بیٹے بھی ہیں اور باپ بھی اصل بھی ہیں
اور فرع بھی مگر خدا بصیرت دے دے تو اس میں کیا دشواری ہے جس طرح علامہ محمد ابن
عبد الباقی نے واضح کر دیا ہے کہ آپ نورانی حیثیت سے سب کے لیے اصل ہیں
جنس عالی ہیں اور اب اکبر جس طرح کہ حدیث عبد الرزاق میں اس کی تصریح ہے (اور
جسمانی و جسدانی ہیئت و صورت کے لحاظ سے اولاد بھی ہیں)

مولوی حسین احمد صاحب شہاب ثاقب میں رقمطراز ہیں:

"درحقیقت کمالات تو کمالات روحی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان
روح ہے اور یہ جسد خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے۔ مدار فضائل کا عقلاً
کے نزدیک انھیں کمالات روحی پر ہے جسمی پر نہیں۔ پس باعتبار جسم اطہر
کے آپ اگرچہ اولاد آدم اور بنی آدم ہیں، لیکن باعتبار روح کے آپ
سب کے امام اور باپ ہیں۔" صد ۵۴

معلوم ہوتا ہے موجودہ دیوبندی اپنے اکابر کی عبارات سے بھی بے خبر ہیں اور ان
کے عقیدہ و نظریہ سے بھی یہ کہتے ہیں بیٹا باپ سے پہلے کیسے ہوسکتا ہے اور وہ کہتے

ہیں کہ روحانی اور نورانی لحاظ سے آپ بیٹے ہیں ہی نہیں بلکہ باپ ہیں ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس دوہری حیثیت اور اصالت و فرعیت اور
ابوت و بنوت کی تصریح عظیم مفسر علامہ سید محمود آلوسی حنفی نے روح المعانی جلد اول
صفحہ ۲۰۱ پر واذ قال ربك للملئكة کی تفسیر میں فرمائی ہے اور ربك میں
وجہ خطاب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو خلافت عطا کرنا اور
اس اعزاز کے ساتھ مشرف کرنا ان کی ربوبیت ہے لہٰذا ربّ آدم فرمایا جاتا اس
کی جگہ ربک فرما کر اشارہ فرمایا ہے کہ اس جملہ خبریہ میں اور اعلان خلافت میں نبی اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت بڑا حصہ ہے اور عظیم نصیبہ۔ فهو صلى الله عليه و
سلم على الحقيقة الخليفة الاعظم فى الخليقة والامام المقدم
فى الارض والسموات العلى ولولاه ما خلق آدم بل ولا ولا و لله
در سيدى ابن الفارض حيث يقول عن لسان الحقيقة المحمدية

وانى وان كنت ابن آدم صورة
فلى فيه معنى شاهد بابوتى

(پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں خلیفہ اعظم ہیں تمام مخلوقات
خداوند تعالےٰ میں اور امام مقدم ہیں زمین اور آسمانوں میں اگر آپ کا وجود مسعود
نہ ہوتا تو نہ آدم علیہ السلام پیدا کیے جاتے اور نہ ہی ارض و سماء اور دنیا کی
کوئی چیز اور اللہ تعالےٰ کے لیے ہے سیدی ابن الفارض کا خیر کثیر اور
اس کی عطا سے ہے ان کا جملہ کمال جب کہ انھوں نے حقیقت محمدیہ کی
ترجمانی کرتے ہوئے کہا: ؎

وانی وان کنت ابن آدم صورة　　فلی فیه معنی شاهد بابوتی